محمد اقبال کیلانی، الریاض

اَرضِ توحید المملکة العربیة السعودیة

اس میں شک نہیں کہ ہمارے برادر اسلامی ملک سعودی عرب کے لیے اوّلین باعثِ عزوشرف حرمین شریفین ہی ہیں، لیکن اس کے علاوہ بھی بہت سی خوبیاں سعودی عرب کی دیگر اسلامی ممالک کے مقابلے میں امتیازی مقام عطا کرتی ہیں۔

(۱) اسلامی تعلیمات کی ابتدا عقیدۂ توحید سے ہوتی ہے، آج پوری دنیا اسلام میں سعودی عرب جس طرح قولی اور فعلی ہر دو اعتبار سے عقیدۂ توحید کی شہادت دے رہا ہے، کوئی دوسرا اسلامی ملک اس کی مثال پیش نہیں کر سکتا۔ غور فرمایئے وسیع و عریض سعودی مملکت میں کوئی مزار، دربار، خانقاہ یا درگاہ تو کجا پکی قبر تک موجود نہیں جس پر کوئی نذر و نیاز، چڑھاوا یا میلا ٹھیلا لگتا ہو۔ جہاں مملکت کے مفتیٔ اعظم شیخ عبدالعزیز بن باز اور صفِ اوّل کے عالم شیخ محمد صالح عثیمین کی قبریں عام مسلمانوں کی طرح کچی ہیں، وہاں مملکت کے بادشاہوں کی قبریں بھی ویسی ہی کچی ہیں۔

ریاض کے قبرستان 'مقبرة العود' میں شاہی خاندان کے تمام افراد کی تدفین ہوتی ہے۔ ملک خالد بن عبدالعزیز کی ۱۹۸۱ء میں وفات ہوئی۔ ان کی نمازِ جنازہ اور تدفین میں مجھے بھی اللہ تعالیٰ نے شرکت کا موقع دیا۔ نمازِ جنازہ کے بعد تدفین کے لیے میت 'مقبرة العود' میں لائی گئی اور عام قبروں کی طرح کچی مٹی کی ڈیڑھ یا دو بالشت اونچی قبر بنائی گئی۔ نہ پکی اینٹ نہ تختی، نہ پھول نہ چادر۔ تدفین کے بعد ہمارے ایک پاکستانی بھائی نے ایک عمر رسیدہ سعودی سے دریافت کیا۔ ''ملک فیصل کی قبر کون سی ہے؟'' سعودی نے پوچھا: ''فیصل کی قبر کو کیا کرو گے؟'' پاکستانی نے کہا: ''میں اس کی قبر پر دعا مانگنا چاہتا ہوں۔'' سعودی نے فوراً جواب دیا:

''تمام مسلمانوں کے لیے دعا مانگو، فیصل کو بھی پہنچ جائے گی۔''

۲۰۰۵ء میں ملک فہد بن عبدالعزیز کی وفات ہوئی، ان کی تدفین پر صرف شاہی خاندان کے افراد کو قبرستان میں جانے کی اِجازت تھی۔ وفات کے تیسرے روز میں قبرستان گیا، وہی

کچی مٹی کی قبر دو یا اڑھائی بالشت اونچی۔ دو پاکستانی حضرات قبر پر کھڑے دعا مانگ رہے تھے میں نے بھی ملک فہد کے لیے دعاے مغفرت کی۔ایک پولیس کا آدمی جیپ میں بیٹھا تھا۔ تعزیت کے تین دن بعد اس کی ڈیوٹی بھی ختم ہونے والی تھی۔ آج قبرستان میں جائیں تو ملک فیصل، ملک خالد، ملک فہد میں سے کسی کی قبر کا کچھ اَتا پتا نہیں چلتا کون سی ہے؟ حتیٰ کہ سعودی عرب کو قائم کرنے والے ملک عبد العزیز خود بھی اسی قبرستان میں مدفون ہیں، لیکن ان کی قبر کا بھی کسی کو علم نہیں۔ عقیدۂ توحید کے تحفظ اور شرک کی بیخ کنی کا یہ عظیم کارنامہ دنیا کے کسی دوسرے اسلامی ملک میں نظر نہیں آتا۔

پورے ملک میں عقیدۂ توحید کی تنفیذ کے لیے نہ صرف ملک عبد العزیز اور امام محمد بن عبد الوہابؒ نے زبردست جدوجہد کی بلکہ آج بھی علماے کرام اس کے لیے دن رات مسلسل کوشش اور محنت کر رہے ہیں۔

(۲) سعودی حکومت نے عوام الناس خصوصاً غیر ملکی حضرات کے عقائد کی اصلاح کے لیے ملک بھر میں مکاتبِ جالیات (Call and Guidance Offices) کا جال پھیلا دیا ہے جن میں غیر مسلموں کو بھی اسلام کی دعوت دی جاتی ہے اور مسلمانوں کے عقائد کی اصلاح پر بھی توجہ دی جاتی ہے۔ان مکاتب کی نگرانی تو حکومت خود کرتی ہے، لیکن مالی سرپرستی مخیر حضرات کرتے ہیں۔ان مکاتبِ جالیات کی کارکردگی کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ریاض کا صرف ایک مکتب (جالیات الربوۃ) دنیا کی ۸۱ زبانوں میں لٹریچر شائع کر رہا ہے۔

ایک سرسری اندازے کے مطابق سال بھر میں پوری دنیا میں لوگ اتنی تعداد میں دائرۂ اسلام میں داخل نہیں ہوتے جتنے سعودی عرب کے ان مکاتب کی کوششوں کے نتیجہ میں دائرۂ اسلام میں داخل ہوتے ہیں۔ صرف ریاض شہر کے مکاتبِ جالیات کی کوششوں سے ہر ماہ سو سے زائد غیر مسلم دائرۂ اسلام میں داخل ہوتے ہیں۔ یہ کامیابی یہاں کی حکومت اور علماے کرام کی مشترکہ کوششوں کا نتیجہ ہے جس کا نہ تو حکومت ڈھنڈورا پیٹتی ہے، نہ کہیں اشتہار دیتی ہے، نہ اعلان کرتی ہے۔

۲۰۰۷ء میں مجھے بعض سعودی انجینئرز کے ساتھ وزارتِ صحت کے ایک پروجیکٹ کے لیے صفر الباطن جانا تھا، اپنے کام سے فراغت کے بعد ہم لوگ ہوٹل میں چلے گئے۔رات کھانے کے بعد مجھے وہاں کا مکتب جالیات دیکھنے کا شوق پیدا ہوا اور میں تھوڑی سی تلاش کے

بعد مکتب پہنچ گیا۔ اتفاق سے اس روز مکتب میں غیر معمولی رونق تھی۔ لائبریری میں گیا تو وہاں اُردو زبان کے سندھی داعی سے ملاقات ہوئی۔ تعارف کرانے پر بہت مسرور ہوئے اور سلسلۂ 'تفہیم السنۃ' کی تالیف پر میری حوصلہ افزائی فرمائی۔ اُنہوں نے بتایا کہ آج مکتب میں خصوصی اجتماع ہے۔ ایک سعودی مخیرّ نے مکتب کو ۵۰ سیٹ والی بس مہیا کی ہے تاکہ داعی حضرات لٹریچر لے کر شہر کے دور دراز علاقوں میں موجود مختلف کمپنیوں میں جاکر لوگوں کی دین کی دعوت دے سکیں۔ پروگرام کے مہمان خصوصی ہائی کورٹ کے چیف جسٹس تھے۔

پروگرام کے آخر میں چیف جسٹس نے اپنے مختصر خطاب میں یہ کہا:

"سعودی عرب الحمدللہ توحید کی سرزمین ہے جو ہمارا بنیادی عقیدہ ہے۔ دنیا اور آخرت میں ہماری کامیابی کا دارومدار اسی عقیدۂ توحید پر ہے..... تمام انبیاے کرام اور رُسل اسی عقیدۂ توحید کی دعوت لے کر آئے اور یہی دعوت ہمارے قائد، رہبر، حبیب اور رسول حضرت محمد مصطفی ﷺ لے کر آئے تھے۔ اسی عقیدۂ توحید کی ہم تمام لوگوں کو دعوت دیتے ہیں۔ اس مقصد کے لیے ہم سب کو مل جل کر کوشش کرنی چاہیے۔"

چیف جسٹس کے خطاب سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ سعودی عرب میں علماے کرام اور کلیدی عہدوں پر فائز حکام کی جدوجہد کی سمت ایک ہی ہے یعنی عقیدۂ توحید جس کا نتیجہ یہ ہے کہ سعودی عرب آنے والے لوگوں میں سے ۹۰ تا ۹۵ فیصد مسلمانوں کے عقائد کی اصلاح ہو جاتی ہے، صرف ایک قلیل تعداد ایسی ہوتی ہے جو سب کچھ دیکھنے اور سننے کے باوجود اپنے آبائی عقیدہ پر قائم رہنا پسند کرتی ہے۔

(۳) عقیدۂ توحید کے بعد دین اسلام کا اہم ترین رُکن نماز ہے۔ تمام مملکت میں ہر شہر کے اوقات کے مطابق اذان کا ایک ہی وقت مقرر کرنا۔ نماز کے اوقات میں تمام چھوٹی بڑی مارکیٹوں کو بند کروانا۔ اذان سے اقامت تک کے وقت میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اہلکاروں کا گشت کرنا اور سپیکر پر لوگوں کو نماز کے لیے مسجد میں آنے کی دعوت دینا، اگر کہیں بے نمازیوں کا گروہ مل جائے تو اسے پکڑ کر تھانے لانا۔ چوبیس گھنٹے تک انہیں وعظ و نصیحت کرنا اور نماز پڑھنے کا وعدہ لے کر رہا کرنا؛ حکومت کا ایسا منفرد اور نادر الوجود کارنامہ

ہے جس کی پوری دنیا کے کسی اسلامی ملک میں مثال نہیں ملتی۔

میرا ایک بیٹا عبداللہ اقبال مکہ مکرمہ کے تعلیمی ادارے دارالحدیث کا طالب علم ہے، اس نے بتایا کہ گذشتہ سال فٹ بال کے ورلڈ کپ میچ کے موقع پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اہلکاروں نے محسوس کیا کہ اس میچ کی وجہ سے سعودی نوجوانوں کی نمازیں ضائع ہو رہی ہیں، چنانچہ اُنہوں نے گشتی کمروں (Portable House) میں مصلے بچھا کر گلی گلی، محلے محلے ایسی جگہوں پر پہنچا دیئے جہاں سعودی نوجوان ٹی وی پر میچ دیکھنے میں مگن تھے۔ نماز کے اوقات پر وہیں اذان دی جاتی اور بہت ہلکی سی نماز پڑھ کر نوجوانوں کو فارغ کر دیا جاتا۔ دنیا کے تمام اسلامی ممالک میں سے کون سا ایسا ملک ہے جس کی حکمرانوں کو اپنی رعایا کی نمازوں کی اس قدر فکر لاحق ہو؟ تمام سرکاری اور غیر سرکاری دفاتر میں مساجد کی تعمیر ضروری ہے، نماز کا باقاعدہ اہتمام کرنا دفتر کے مسئولین کی قانونی ذمہ داری ہے۔

مغربی ممالک میں نمازیں پڑھنے پر مسلمانوں کی تنخواہ کاٹی جاتی ہے، لیکن سعودی عرب میں دفتری اوقات میں نماز ادا نہ کرنا باعثِ عیب سمجھا جاتا ہے۔ ہمارے کتنے ہی پاکستانی، ہندوستانی اور بنگلہ دیشی بھائی ایسے ہیں جو اپنے اپنے ممالک میں کبھی نماز کے قریب بھی نہیں گئے تھے، لیکن سعودی عرب آنے کے بعد ماحول کے ہاتھوں مجبور ہو کر نماز پڑھنی شروع کی اور پھر ایسے پکے نمازی بنے کہ تہجد اور اشراق تک پڑھنے لگے۔ نمازِ استسقا، نمازِ کسوف اور نمازِ خسوف کے لیے شاہی فرمان جاری ہوتا ہے جس پر علمائے کرام اور عوام پوری مستعدی سے عمل کرتے ہیں۔

(۴) زکوٰۃ کے لیے حکومت نے ایسا قانون بنا رکھا ہے کہ کوئی شخص زکوٰۃ ادا کئے بغیر سعودی عرب میں کاروبار نہیں کر سکتا۔ چند سال قبل ریاض میں شدید ژالہ باری ہوئی جس سے بہت نقصان ہوا۔ علمائے کرام نے اپنے خطبوں میں لوگوں کو تلقین کی کہ اللہ سے ڈرو، اپنے اموال کی زکاتیں ادا کرو، اللہ کا یہ عذاب زکاتیں ادا نہ کرنے کی وجہ سے آیا ہے۔

(۵) رمضان المبارک کے مہینے میں پوری مملکت میں الحمدللہ ایک ایسا روح پرور ماحول پیدا ہو جاتا ہے کہ کوئی نام نہاد مسلمان تو کیا، کٹے سے کٹا کافر بھی رمضان المبارک کے تقدس کو مجروح کرنے کی جراءت نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی غیر مسلم رمضان المبارک کے تقدس کو مجروح کرنے کی کوشش کرے تو حکومت اس کا ویزا منسوخ کر کے فوراً ملک بدر کر دیتی ہے۔

یاد رہے کہ احترامِ رمضان کے بارے میں ہر سال رمضان المبارک سے پہلے فرمان شاہی جاری ہوتا ہے جس پر سختی سے عمل کروایا جاتا ہے۔

(۶) یہود و نصاریٰ کئی مرتبہ قرآنِ مجید میں تحریف کی ناپاک سازشیں کر چکے ہیں۔ یہود و نصاریٰ کے مکروہ عزائم کو بھانپتے ہوئے سعودی حکومت نے مدینہ منورہ میں عظیم الشان 'شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس' مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف قائم کیا جس میں چوبیس گھنٹے قرآنِ مجید کی طباعت ہوتی ہے۔ یاد رہے کہ یہ پرنٹنگ کمپلیکس عربی زبان کے علاوہ دنیا کی پچاس سے زائد زبانوں میں قرآنِ کریم کی طباعت کا مقدس فریضہ انجام دے رہا ہے۔ ہر سال حج کے موقع پر مجمع ملک فہد کروڑوں کی تعداد میں قرآنِ کریم کے یہ نسخے بلاقیمت حجاج کرام میں تقسیم کرتا ہے۔

قرآنِ مجید کی یہ ایسی عظیم الشان خدمت ہے جس کے لیے پوری اُمتِ مسلمہ سعودی حکومت کی ممنون احسان ہے۔ شنید ہے کہ ملک عبداللہ بن عبدالعزیز حفظہ اللہ اب حدیث شریف کی اشاعت کے لیے ایک ایسا ہی منصوبہ تیار کر رہے ہیں جو کتاب و سنت کی اشاعت میں یقیناً نور علیٰ نور کے مصداق ہوگا۔ إن شاء الله

(۷) مذکورہ بالا دینی خدمات کے علاوہ سعودی عرب آج بھی ایسی بہت سی اسلامی اقدار کی حفاظت کر رہا ہے جو ہمیں کسی دوسرے اسلامی ملک میں نظر نہیں آتیں۔ بظاہر یہ اقدار معمولی نظر آتی ہیں، لیکن معاشرے میں ان کے نتائج بڑے دوررس ہیں۔ سرکاری اداروں میں ہجری کیلنڈر پر عمل ہوتا ہے۔ سرکاری ملازمین کو تنخواہ ہجری کیلنڈر کے مطابق دی جاتی ہے اور باہمی مراسلت میں ہجری تاریخ ہی استعمال کی جاتی ہے۔ سرکاری مراسلت میں خواہ وہ افسرانِ بالا کی طرف سے ماتحت افسران کے نام ہو یا ماتحت افسران کی طرف سے افسران بالا کا نام ہو، ابتدا السلام عليكم ورحمة الله و بركاته.... أما بعد سے ہوتی ہے۔ افسرانِ بالا اپنے ماتحتوں کے لیے سلمه الله اور ماتحت افسران بالا کے لیے حفظه الله جیسے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ یاد رہے کہ سرکاری اداروں میں باہمی مراسلت کے لیے طبع شدہ لیٹر پیڈز پر بسم الله الرحمٰن الرحيم پہلے سے طبع ہوتا ہے۔

(۸) سعودی عرب کو اللہ تعالیٰ نے تیل کی دولت کے علاوہ معدنیات کی دولت سے بھی مالا مال کیا ہے جسے سعودی حکومت مملکت کے علاوہ پوری دنیا میں اسلام کی اشاعت اور تبلیغ

کے لیے بے دریغ خرچ کرتی ہے۔ اہل خبر جانتے ہیں کہ دنیا کا شاید ہی کوئی خطہ ایسا ہو جہاں سعودی حکومت کے تعاون سے مساجد، مدارس، اسلامی مراکز اور دیگر عوامی بہبود اور فلاح کے کاموں پر خرچ نہ کیا گیا ہو اور اسی معاملہ میں پاکستان اور اہل پاکستان کے ساتھ تو سعودی عرب کا معاملہ رسمی طور پر نہیں، حقیقی طور پر بھائیوں جیسا ہے۔

اہل پاکستان پر جب بھی کوئی ابتلا یا آزمائش آتی ہے تو مملکت کے حکمران ہی نہیں، عوام اور علمائے کرام بھی مضطرب اور بے چین ہو جاتے ہیں۔ ۲۰۰۵ء کا تباہ کن زلزلہ ہو یا ۲۰۱۰ء کا ہلاکت خیز سیلاب؛ ہر موقع پر مملکت تمام اسلامی ممالک کے مقابلے میں کہیں زیادہ بڑھ چڑھ کر مالی معاونت بھی کرتی ہے اور خطیب حضرات جمعہ کے روز اپنے خطاب میں نام لے کر اہل پاکستان کے لیے دعائیں مانگتے ہیں۔

یہ بات ریکارڈ پر ہے کہ پاکستان کے ایٹمی دھماکوں کے بعد ائمہ کفر نے پاکستان پر معاشی، اقتصادی اور فوجی پابندیاں لگا کر پاکستان کو دیوالیہ کرنے کی کوشش کی تب سعودی عرب نے ہی پاکستان کو مفت تیل فراہم کر کے دیوالیہ ہونے سے بچایا۔ جنرل (ر) مرزا اسلم بیگ کے زمانے میں پاکستان کے ایٹمی پروگرام کو 'را' اور 'موساد' نے خفیہ آپریشن کے ذریعہ تباہ کرنے کا پروگرام بنایا تو ملک عبد اللہ بن عبد العزیز حفظہ اللہ (تب ولی عہد) نے ہنگامی پرواز کے ذریعے خود آکر اہل پاکستان کو مطلع کیا کہ اسرائیلی طیارے ہتھیاروں اور کمانڈوز سمیت سری نگر ایئر پورٹ پر پہنچ چکے ہیں۔

دو ماہ قبل دار السلام الریاض کی ایک تقریب میں سفیر پاکستان جناب شیر علی زئی صاحب نے بتایا کہ سعودی عرب نے گذشتہ سال پاکستان سے چھ ہزار ڈاکٹرز منگوائے گئے ہیں، اتنی بڑی تعداد میں بیک وقت سعودی عرب نے کبھی کسی دوسرے ملک سے ڈاکٹرز نہیں منگوائے۔ یاد رہے کہ آج کل مصر سے ڈاکٹر یا انجینئرز منگوانے پر سعودی عرب نے پابندی لگا رکھی ہے۔

پرویز مشرف نے ایک بار ترنگ میں آکر ہندوستان کو ایٹمی ہتھیار ختم کرنے کی پیش کش کی۔ اس سے اگلے روز یونیورسٹی سے واپس آتے ہوئے مجھے ایک سعودی پروفیسر ملے، وہ پرویز مشرف کے اس بیان سے بڑے دل گرفتہ تھے۔ سلام و دعا کے بعد کہنے لگے: ''کیا یہ آدمی پاگل ہے، پاکستان کو ختم کرنا چاہتا ہے؟'' سعودی حکمران ہوں یا عوام پاکستان کے لیے

سب کا جذبہ خیر خواہی ایک جیسا ہے!

مذکورہ بالا سطور تحریر کرنے کا باعث موقر ماہنامہ 'محدث' لاہور، شمارہ ۳۴۶ (اپریل ۲۰۱۱ء) میں طبع شدہ مضمون بعنوان 'اُمتِ مسلمہ کے خزانے اور ظالم حکمرانوں کی عیاشیاں' کی بعض سطور ہیں جس میں حافظ صلاح الدین نامی قلمکار نے عرب ریاستوں کے بارے میں اعدادوشمار کے ساتھ ان ریاستوں میں ایک طرف وسائل ثروت کی فراوانی اور دوسری طرف حکمرانوں کی عیاشیوں پر اظہارِ تاسف فرمایا ہے۔ قدرتی طور پر ایسے مضامین پڑھ کر حکمرانوں کے خلاف عوام میں پہلے سے موجود نفرت میں اور بھی اضافہ ہوتا ہے۔ سیاقِ مضمون سے یہ تاثر ملتا ہے کہ دیگر خلیجی ریاستوں کی طرح سعودی عرب میں بھی ایسے ہی نالائق اور عیاش حکمران ہیں۔ راقم کو سعودی عرب میں رہتے ہوئے کم و بیش تیس سال کا عرصہ ہو رہا ہے۔ میں پوری ذمہ داری سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ سعودی عرب کے دینی اور دنیاوی اُمور کی ہرگز صورتحال یہ نہیں ہے جس کا واضح ثبوت مضمون ہذا میں تحریر کی گئی گذشتہ سطور ہیں۔

برادرم عبد المالک مجاہد (ڈائریکٹر دارالسلام الریاض) راوی ہیں کہ میں نے پرنس خالد بن طلال کے ساتھ نماز ادا کی۔ نماز کے بعد پرنس نے اتنا طویل سجدہ کیا کہ مجھے اس بات پر حیرت ہوئی کہ شاہی خاندان میں ایسے افراد بھی ہیں جن کا اللہ تعالیٰ سے اتنا گہرا تعلق ہے۔

چند سال قبل مجھے اپنے اہل و عیال کے ساتھ رات کے وقت جدہ کے ساحل سمندر پر جانے کا اتفاق ہوا، بجلی کے قمقموں سے ساحل کی لمبی پٹی بقعہ نور بنی ہوئی تھی۔ بچوں کے لیے جھولے، ٹرینیں، سواری کے لیے مزین اونٹ اور خچر وغیرہ۔ کھانے پینے کے لیے انواع واقسام کی اشیا؛ ہزاروں مرد، عورتیں اور بچے اِدھر اُدھر لطف اندوز ہو رہے تھے۔ ہر طرف چہل پہل اور گہما گہمی کا سماں تھا۔ سیر و تفریح اور لہو و لعب کے عین وسط میں ایک جگہ بڑی سکرین پر کچھ مناظر دکھائے جارہے تھے اور ساتھ یہ آوازیں بھی سنائی دے رہی تھیں۔ ہمیں تجسس ہوا اور وہاں پہنچے تو وہاں ایک بڑی سکرین کے سامنے ۶۰، ۷۰ کرسیاں رکھی تھیں جن پر پندرہ بیس مرد عورتیں بیٹھے تھے۔ ہم بھی ایک کونے میں جا کر بیٹھ گئے۔ سکرین پر جنت اور جہنم کے بعض مناظر دکھائے جارہے تھے اور اسی نسبت سے ساتھ ساتھ قرآنی آیات کی بڑی پرکشش تلاوت کی آوازیں بھی ریکارڈ کی گئی تھیں۔ ہمارے میزبان نے بتایا

کہ اس کا اہتمام شاہی خاندان کے ایک پرنس نے کر رکھا ہے۔ وہ ملک فہد بن عبد العزیز کا دور تھا۔ میزبان نے یہ بھی بتایا کہ ملک فہد کا بیٹا روزانہ رات کے پچھلے پہر پولیس کے ساتھ ساحل پر گشت کرتا ہے۔ اس لیے ساحل پر کبھی کسی قسم کی کوئی بیہودگی یا بے حیائی دیکھنے میں نہیں آئی۔

سعودی حکومت اپنے عوام پر کس قدر مہربان ہے، اس کا اندازہ اس بات سے لگایئے کہ ملک فیصل بن عبد العزیز کے دور میں ریاض شہر میں گیس کی ترسیل کسی وجہ سے رُک گئی اور شہریوں کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔ دو تین دن کے بعد جب گیس کی ترسیل بحال ہوئی تو ملک فیصل نے حکم دیا کہ سرکاری اہلکار خود ایک ایک گھر جا کر معلوم کریں کس کے پاس گیس نہیں جس کے ہاں گیس نہ ہو، سرکاری اہلکار خود اس کے گھر گیس سلنڈر پہنچا کر آئیں۔

گذشتہ تیس سال میں میری یادداشت کے مطابق چھ یا سات مرتبہ سے زیادہ بجلی کی ترسیل میں انقطاع نہیں ہوا اور اب تو صورتِ حال یہ ہے کہ اگر کسی وجہ سے کسی علاقہ میں بجلی کی ترسیل میں انقطاع کی ضرورت ہو تو کمپنی کو ایک ہفتہ قبل اس علاقہ کے مکینوں کی بذریعہ نوٹس آگاہ کرنا پڑتا ہے کہ فلاں روز فلاں وقت سے فلاں وقت تک بجلی نہیں ہوگی۔

سعودی عرب میں پانی کی قلت کی وجہ سے حکومت کو پینے کا پانی مہیا کرنے پر سب سے زیادہ خرچ کرنا پڑتا ہے۔ ہفتہ میں دو مرتبہ باقاعدگی سے بلدیہ پانی مہیا کرتی ہے۔ پانی کی ترسیل میں بعض اوقات ایک دو یوم کی تاخیر ہو جاتی ہے، لیکن اس صورت میں بھی شہریوں کو پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ بڑے بڑے ٹینکر ہر وقت گلیوں میں پانی مہیا کرتے ہیں۔ ۲ ریال میں ۲۰ لیٹر کا کین، مدت دراز سے پٹرول کی قیمت ۴۷ ہللہ فی لیٹر ہے (یعنی ۱۱ روپے فی لیٹر) چلی آرہی ہے۔ ۳۰۰، ۴۰۰ ملی لیٹر کے تمام مشروبات عرصۂ دراز سے ایک ریال میں ملتے چلے آرہے تھے۔ گذشتہ سال پہلی مرتبہ ان کی قیمت میں ۵۰ ہللہ کا اضافہ ہوا ہے۔ اب وہی مشروبات ڈیڑھ ریال میں ملتے ہیں۔ بیکری کی روٹی آج سے تیس سال قبل بھی ایک ریال میں چار ملتی تھیں، آج بھی ایک ریال میں چار مل رہی ہیں۔ اس عظیم و وسیع و عریض مملکت میں کوئی ایسا شہر یا دیہات نہیں جو بین الاقوامی معیار کی سڑکوں سے محروم ہو۔ چھوٹے سے چھوٹے گاؤں میں بھی مساجد، مدارس، ہسپتال اور اکل و شرب کی تمام اشیا وافر مقدار میں میسر رہتی ہیں۔

گذشتہ سال ملک عبد اللہ صحت یاب ہوئے تو حکومت نے تمام سرکاری ملازمین کو دو ماہ کی اضافی تنخواہ اور تمام طلبا کو دو ماہ کا اضافی وظیفہ دینے کا اعلان کیا۔ یاد رہے کہ سعودی جامعات میں زیر تعلیم طلبا و طالبات کو ہر ماہ ۸۰۰ ریال وظیفہ ملتا ہے۔ یکم محرم ۱۴۳۲ ہجری سے حکومت نے بے روزگار سعودی افراد کو تین ہزار ریال وظیفہ دینے کا اعلان بھی کیا ہے۔ امن و امان کے اعتبار سے آپ دن یا رات کے کسی بھی حصہ میں پوری مملکت میں جہاں چاہیں، بلا خوف و خطر سفر کر سکتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ سعودی حکومت اپنی رعایا کے لیے ایک نعمتِ غیر مترقبہ ہے۔

مجھے یہ اعتراف کرنے میں کوئی تامل نہیں کہ کفار اور منافقین کی مکروہ سازشوں کی وجہ سے تمام مسلم ممالک میں جو دینی، اخلاقی اور سیاسی انحطاط آیا ہے سعودی عرب بھی اس سے محفوظ نہیں۔ جہاں فرشتے نہیں، انسان ہی بستے ہیں۔ جن میں بشری کمزوریاں اسی طرح موجود ہیں جس طرح دوسرے انسانوں میں ہوتی ہیں تاہم یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ دینی اور دنیاوی طور پر سعودی عرب دیگر تمام اسلامی ممالک کے مقابلہ میں بہترین ملک ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ادارہ اپنی ذمہ داریاں بھرپور طریقے سے ادا کر رہا ہے۔ دعوت وارشاد کے ادارے اپنا کام کرنے میں مستعد ہیں۔ دارالافتا قدیم اور جدید مسائل میں عوام کی راہنمائی کر رہا ہے۔ مجموعی طور پر پورے معاشرے میں خیر و بھلائی غالب ہے۔

عرب ممالک میں حالیہ مظاہروں کے دوران سعودی عرب کے علمائے کرام نے بڑا قابل تحسین کردار ادا کیا۔ مفتئ اعظم سمیت تمام علمائے کرام نے سیاسی مظاہروں کو شرعاً حرام قرار دیا جس کے نتیجہ میں گردو پیش ممالک میں مظاہروں کے باوجود سعودی عرب میں کسی قسم کا مظاہرہ نہیں ہوا۔ پورے ملک میں امن دوبارہ برقرار رہا۔ اس موقع پر سعودی قیادت نے بھی بڑی دانشمندی اور دور اندیشی کا ثبوت دیا۔

دیگر اہم شعبوں کے ساتھ ساتھ تمام دینی اداروں کو بھی دل کھول کر فنڈز مہیا کیے۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے ادارے کو ۲۰۰ ملین ریال، مساجد کی دیکھ بھال کے لیے ۵۰۰ ملین ریال، جمعیت تحفیظ القرآن الکریم کو ۲۰۰ ملین ریال، مکاتب جالیات (Call and Guidance Offices) کو ۳۰۰ ملین ریال، علمی اور تحقیقی کام کرنے والے ادارے کو ۲۰۰

ملین ریال جس سے مملکت کے تمام دینی ادارے پہلے کی نسبت کہیں زیادہ مضبوط ہوئے ہیں۔ سعودی قیادت کو اس بات کا پورا شعور ہے کہ کتاب وسنت کے ساتھ مکمل وابستگی میں ہی سعودی عرب کی بقا ہے۔ آج کل سعودی عرب کے تمام چھوٹے بڑے شہروں میں جگہ جگہ حکومت کی طرف سے بڑے بڑے بینر لگے ہوئے نظر آتے ہیں جن پر أمننا في أيماننا (یعنی ہمارا امن ہمارے ایمان سے وابستہ ہے) تحریر ہے۔

ہماری ناقص رائے میں آج پوری دنیا میں اگر کوئی 'ماڈل اسلامی ریاست' ہے تو وہ سعودی عرب ہی ہے۔ اس کے علاوہ اگر کوئی دوسری ریاست ہے تو اس کا نام بتایئے؟

ہمیں یہ حقیقت فراموش نہیں کرنی چاہیے کہ آج کے پر فتن دور میں کفار تو سعودی عرب کے دشمن ہیں ہی، خود اسلامی ممالک پر ایک نظر ڈال کر دیکھ لیجئے کتنے سعودی عرب کے دوست ہیں اور کتنے دشمن اور پھر اپنے ہاں بھی عوام الناس پر ایک نظر ڈال لیجئے اور دیکھئے کہ عقیدۂ توحید کی اس محافظ ریاست کے عوام میں کتنے دوست ہیں اور کتنے دشمن؟ پوری دنیا میں پاکستان اور سعودی عرب دو ہی ملک ہیں جو ائمہ کفر کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح کھٹک رہے ہیں۔ پاکستان ایٹمی قوت ہونے کی وجہ سے اور سعودی عرب اسلام کا منبع اور مرکز ہونے کی وجہ سے۔ عالمی طاقتیں دونوں ممالک کو غیر مستحکم کرنا چاہتی ہیں اور دونوں ممالک کے باہمی تعلقات بگاڑنا اسی منصوبہ کا حصہ ہے۔ اللہ نے چاہا تو دشمنانِ اسلام اپنی مکروہ سازشوں اور دسیسہ کاریوں میں ناکام اور نامراد ہوں گے، لیکن ایسے حالات میں جبکہ عالمی جلاد ننگی تلواریں سونتے کھڑے ہیں اور موقع کی تلاش میں ہیں کہ کب کسی کی گردن پر وار کریں۔ ہمیں یعنی عقیدۂ توحید کے حاملین کو بڑی احتیاط سے کام لینا چاہیئے کہ زبان یا قلم سے شعوری یا لاشعوری طور پر کوئی ایسی بات نہیں کرنی چاہیے جس سے دشمنانِ توحید کا کام آسان ہو۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ عقیدۂ توحید کی محافظ سعودی حکومت کی حفاظت فرمائے۔ حاسدوں، شر پسندوں اور دشمنوں کی سازشوں سے محفوظ اور مامون رکھے اور اسے ساری دنیا میں کتاب وسنت کی خدمت اور توحید کے فروغ کی مزید توفیق عطا فرمائے۔ آمین!